Areej Farooq
Batch - 53
MOCK EXAM
Islamic studies

سوال نمبر (4)

عقیدہ رسالت بیان کریں۔ انسانی زندگی میں اس کی اہمیت پر بحث کریں۔

دین اسلام میں داخل ہونے کے لیے ایک ضروری اور اہم رکن عقیدہ رسالت پر ایمان لانا ہے۔ دین اسلام میں عقیدہ رسالت کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ عقیدہ رسالت سے مراد رسولوں پر ایمان لانا۔ حضرت آدم سے لے کر حضرت محمدؐ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اس دنیا میں تشریف لائے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو لوگوں تک پہنچایا ہے۔ درج ذیل میں عقیدہ رسالت اور اس کی انسانی زندگی میں اہمیت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

عقیدہ رسالت

عقیدہ رسالت کے معنی:

رسالت کے لغوی معنی ہیں "پیغام پہنچانا"۔ اس لحاظ سے عقیدہ رسالت کا معنی پیغام پہنچانے والوں پر ایمان لانا ہے۔

عقیدہ رسالت کے اصطلاحی معنی:

عقیدہ رسالت سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے رسول اور نبی جو کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پہنچاتے ہیں۔ عقیدہ رسالت دین اسلام میں اس لیے بھی بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ رسول اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے پاک بندے ہوتے ہیں ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے آتے ہیں۔

نبی اور رسول میں فرق

نبی: نبی سے کا معنی ہے "خبردار کرنے والا"۔ نبی اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جو کہ لوگوں تک اللہ کے احکامات کو پہنچاتے ہیں۔ نبی پچھلی شریعت کو لوگوں تک

پہنچانے کے لیے مبعوث فرمائے جاتے ہیں۔

رسول: رسول کا لفظ "رسل" سے نکلا ہے جس کا معنی ہے نئی شریعت لانے والے۔ اس سے مراد ہے کہ رسول نئی شریعت کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔

لہٰذا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی اور رسول بظاہر ایک نظر آتے ہیں لیکن ان میں فرق موجود ہے نبی کو پچھلی شریعت کی پیروی کرتے ہیں اور اسے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ جبکہ رسول ایک نئی شریعت لے کر آتے ہیں۔ یعنی تمام رسول نبی بھی ہوتے ہیں لیکن تمام نبی کو رسول نہیں کہا جا سکتا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"اور ہم نے ہر گروہ میں رسول پیدا کئے ہیں"

عقیدہ رسالت مسلمانوں کے لیے بہت اہم اہمیت کا حامل ہے۔ رسولوں پر ایمان لانا دینِ اسلام میں داخل ہونے کا اہم ترین جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے رسول اور نبی کو مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کو زندگی گزارنے کے طریقے اور اصول وضوابط ظاہر کئے جا سکیں۔ عقیدہ رسالت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ "کلمہ طیبہ" میں بھی حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی شامل ہے اس کو تسلیم کئے بغیر کوئی بھی دینِ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ"

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں"

انسانی زندگی میں عقیدہ رسالت کی اہمیت:

دینِ اسلام میں عقیدہ رسالت کو جس طرح

اہمیت حاصل ہے اس سے ہی اسکی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اسکی اہمیت کو مزید بیان کرنے کی درج ذیل میں کوشش کی گئی ہے۔

بشریت: جتنے بھی رسول لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات سے آگاہ کرنے کے لیے معبوث فرمائے گئے وہ سب بشر یعنی انسان تھے۔ اور وہ تمام فردوں میں سے تھے۔ اس سے انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر انداز ہوتا ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کسی جن یا فرشتے کے ذریعے سے پیغام لوگوں تک پہنچاتے تو شاید اس طرح سے نہ ہوتا۔ رسول چونکہ بشر ہوتے ہیں اور انسان کی فطرت ہے کہ وہ دوسرے انسان کو دیکھ کر ہی سبق حاصل کرتا ہے اس لیے لوگوں / انسانی زندگی پر اس کے اثر اس طرح سے مرتب ہوتا ہے کہ جس طرح آپؐ اور آپ سے پہلے انبیاء نے احکامات لوگوں تک پہنچائے اس کو بخوبی طریقے سے مسلمان بھی کوشش کرتے ہیں۔

صراط مستقیم پر گامزن کرنے کا وسیلہ:

~~رسول~~ عقیدہ رسالت انسان کے دل میں رسولؐ کی اسوہ حسنہ کو سمجھنے کا شوق دل میں پیدا کرتا ہے۔ جب انسان آپؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کے دل میں پختگی اور یقین پیدا ہوتا ہے۔ صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کا وسیلہ فراہم کرتا ہے انسان کے دل میں یہ اُمنگ پیدا ہوتی ہے کہ وہ رسولؐ کے بتائے ہوئے اصول اور طریقوں کے مطابق زندگی بسر کرے۔ رسولؐ کی حیات مبارکہ دین اسلام کے مطابق تمام مسلمانوں کے لیے صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کا بہترین وسیلہ ہے۔

احتساب کا احساس:

عقیدہ رسالت سے انسان کے دل میں احتساب کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ رسول جو کہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے ہوتے ہیں اور اس کے باوجود ان میں خوف خدا ہوتا تھا۔ یہ چیز انسان کے دل میں یہ احساس پیدا کرتی

CamScanner

ہے کہ کوئی بھی شخص بڑا یا چھوٹا نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے

نیک اور صادق:

عقیدہ رسالت انسان کے دل میں نیک اور صادق بننے کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ اور یہ جذبہ انسان کو برے کاموں سے روک رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات میں یہ نمایاں خصوصیت تھی کہ آپ ﷺ صادق اور امین تھے مسلمان تو مسلمان کفار بھی اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھواتے تھے۔ کیونکہ انہیں آپ ﷺ کے صادق پر یقین تھا۔

تنگ نظری سے نجات:

عقیدہ رسالت سے انسان میں تنگ نظری ختم ہو جاتی ہے۔ انسان میں تنگ نظری ختم ہو جاتی ہے توہم پرستی ایک بہت بری عادت ہے جو کہ انسانی فطرت میں پائی جاتی ہے لیکن عقیدہ رسالت پر ایمان لانے سے تنگ نظری سے نجات ملتی ہے۔ مثال کے طور پر زمانہ جاہلیت میں سمجھا جاتا تھا کہ اولاد عورت کی وجہ سے ہوتی ہے اور اگر نہ ہوتی تو اس میں عورت کا قصور ہے لیکن دین اسلام میں اس نظریے کو ختم کر دیا گیا ہے۔ دولت محنت کے سبب سے ہوتی ہے اور اولاد فرد کے نصیب سے ہوتی ہے۔

امید کا ملنا:

عقیدہ رسالت سے دل میں امید کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ رسول ﷺ کی زندگی میں ان کو بہت سے مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کو سامنے رکھتے ہوئے انسان کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اتنے برگزیدہ بندے تھے پھر بھی ان پر اتنے مصائب آئے اور ہم تو بہت گنہگار لوگ ہیں۔ اس لئے یہ بات حوصلہ پیدا کرتی ہے

بہادری کا جذبہ:

عقیدہ رسالت سے بہادری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے
رسول ﷺ نے اپنی زندگی میں بہت سے مصائب و تکالیف کا سامنا کیا اور یہ بات لوگوں کے دل میں بہادری کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ انسان کو ثابت قدم رکھنے میں اہم کردار کرتی ہے۔
مندرجہ بالا بیان کیے گئے نکات دینِ اسلام میں عقیدہ رسالت کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ دین اسلام میں بلا شبہ عقیدہ رسالت کو اہمیت حاصل کوئی بھی شخص دینِ اسلام میں اس وقت تک ایمان نہیں لا سکتا جب تک کہ وہ دل و جان سے عقیدہ رسالت کا اعتراف نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ عقیدہ رسالت مسلمانوں کو ان کی انفرادی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔

سوال نمبر 5

اسلام میں خواتین کے کردار، حقوق اور حیثیت کو واضح کریں۔

قدیم تہذیبوں میں عورت کو صرف کم تری کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر عرب اور ایران میں سگی بہن اور بیٹی سے نکاح کرنے کو بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بھارت میں مرد کے مر جانے کے بعد اسکی بیوہ بیوی کو زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ اور اس سے بھی قدیم زمانوں میں عورت کے ہاں بچی کی ولادت ہونے پر اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا یعنی زندہ ہی دفنا دیا جاتا تھا۔ دینِ اسلام کے آنے کے بعد عورتوں کو مقام دینِ اسلام نے ہی دیا ہے۔ دینِ اسلام نے عورتوں کے کردار واضح کیا اسے حقوق فراہم کیے اور معاشرے میں اسکی اہمیت کو اجاگر کیا۔

دینِ اسلام میں خواتین کا کردار

دینِ اسلام میں عورتوں کو یکساں حقوق دیے گئے ہیں۔ زمانہ قدیم میں مرد کو ہی تمام حقوق حاصل تھے عورتوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے۔ دینِ اسلام نے ہی

عورتوں کے کردار کو اُجاگر کیا۔

• اسلام نے عورت کو ذلت اور غلامی کی زندگی سے آزاد کرایا اور ظلم سے نجات دلائی۔

• عورت کو دین اسلام میں مرد کے برابر قرار دیا گیا ہے جس طرح سے مرد ملک و قوم کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں عورتوں کو بھی اس ضمن میں حق دیا گیا کہ وہ مرد کے شانہ بشانہ رہ کر کام کریں۔ اس کی مثال ہمیں نبی پاکؐ کی ازواج مطہرہ حضرت خدیجہ سے ملتی ہے جو کہ تجارت کرتی تھیں۔ اس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ دین اسلام میں عورتوں کو کام کرنے، تجارت کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

• دین اسلام میں اس بات کو واضح کیا گیا کہ کوئی بھی ملک و قوم عورت کے بغیر نہیں قائم ہو سکتی۔

دین اسلام میں عورتوں کے حقوق

دین اسلام میں عورتوں کے لیے درج ذیل حقوق بیان کیے ہیں مثلاً:

① نوزائیدہ بچی کو زندہ زمین میں گاڑ دیا جانے سے نجات ملی۔ یہ رسم نہ تھی بلکہ انسانیت کا قتل تھا۔

② دین اسلام عورت کے لیے تربیت اور نفقہ کے حق کا ضامن بنا اور عورت کے لیے روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم کا ذمہ دار مرد کو بنایا کہ مرد عورت کو یہ سب مہیا کرے گا۔

③ **عورتوں کو وراثت کا حق ملا:**

دین اسلام میں عورتوں کو پوری حق خودارادیت کا حق دیا گیا۔ دین اسلام سے پہلے لوگ عورت کو معیوب سمجھتے تھے ان کو ناقص عقل والی سمجھتے تھے۔ جبکہ دین اسلام میں اس کو برابری کے حقوق حاصل ہیں۔

④ **وراثت میں حصہ:**

دین اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس

نے وراثت میں عورتوں کے حصہ رکھا۔ زمانہ قدیم میں عورتوں کو وراثت میں سے کوئی حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔
دینِ اسلام نے نہ صرف عورت کو بیٹی کے طور پر وراثت میں حصہ دار بنایا بلکہ جب وہ بیاہ کر اپنے خاوند کے گھر چلی جائے گی اسے اپنے خاوند کی وراثت میں سے بھی حصے کے حقدار بنایا گیا۔

نان نفقہ کی ذمہ داری:

دینِ اسلام میں نان نفقہ کی ذمہ داری مرد پر عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنے گھر کی عورتوں کو کھانا پینا، کپڑا اور مکان مہیا کریں گے۔ دینِ اسلام کے علاوہ ایسا قانون / حق کسی بھی مذہب یا قوم نے عورت کو نہیں دیا۔

عورت بطور ماں:

دینِ اسلام میں عورت کو بطور ماں بہت ادب اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔"

اس قدر اہمیت اور مقام کی بات ہے کہ جنت میں جانے کی جو مسلمان خواہش کرتا ہے اس کو ماں کے تلے سے منسوب کر دیا۔ یعنی جب ایک عورت ماں بنتی ہے تو اس کی اولاد کے لیے فرض کر دیا گیا کہ وہ ماں کی خدمت کرے کیونکہ کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

عورت بطور بیٹی:

دینِ اسلام میں عورت کو بطور بیٹی بھی بہت عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دینِ اسلام میں بیٹی سے محبت کا درس نبی پاک کی زندگی سے بھی ملتا ہے آپ ﷺ کو حضرت فاطمہ سے بہت محبت تھی آپ ﷺ حضرت فاطمہ کے آنے پر خوشی سے کھڑے ہو جاتے تھے اور ان کے لیے چادر بچھاتے تھے اور کھڑے ہو جاتے تھے

عورت بطور بیوی:

عورت بطور

دین اسلام میں بیوی کو جتنے حقوق حاصل ہیں وہ شاید ہی کسی دین مذہب نے عورت کو دیے ہوں گے۔ عورت کو دورِ قدیم میں صرف افزائش نسل کے علاوہ کوئی اہمیت حاصل نہیں تھی لیکن دین اسلام نے اس دورِ دستور کی دیواروں کو ڈھا دیا اور عورت کو بطور بیوی اتنے حقوق دیے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں

- خاوند بیوی کے رازوں کی حفاظت کرے۔
- اس کا حق زوجیت ادا کرے۔
- خاوند کو چاہیے کہ دل میں بیوی کے لیے محبت رکھے۔
- عورت کو پیار اور توجہ دی جائے۔
- بیوی خلع کا حق بھی رکھتی ہے۔
- خاوند بیوی کے ساتھ اولاد کی تربیت میں ساتھ دے۔
- بیوی کی خوبیوں کا اعتراف کرے۔
- اس کا حق مہر ادا کرے۔
- اسے کپڑے اور کھانا مہیا کرے وغیرہ۔

مندرجہ بالا بیان کی گئی تمام باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ دین اسلام ہی وہ واحد دین کامل ہے جس نے عورت کو ظلم و بربریت کے اندھیرے سے باہر نکالا ہے۔ لیکن افسوس کے طور پر موجودہ دور میں عورتیں آزادی کے نعرہ بلند کر کے دین اسلام کے دائرہ کار سے باہر ہونے کی آواز کو بلند کر رہی ہیں۔ دین اسلام کے علاوہ باقی تمام مذاہب میں سے کوئی بھی عورتوں کو وہ آزادی اور حقوق نہیں دے سکا نہ کبھی دے پائے گا جو دین اسلام نے عورتوں کو حقوق عطا کیے ہیں۔

سوال نمبر (8)

درج ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں۔

اجماع:

اجماع سے مراد کسی گروہ کا ایک مسئلے پر متفق ہونا۔ دورِ جدید کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے بہت سے ایسے معاملات در پیش ہوتے ہیں جن پر دین اسلام سے روشنی نہ ملنے پر علماء سے رجوع کیا جاتا ہے اور ان پر اس مسئلے کے حوالے سے تاکید پوچھی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر

آپ کے دور میں ٹیکنالوجی کا دور نہیں تھا لیکن آج جدید دور کی وجہ سے جس میں ٹیکنالوجی کی وجہ سے بہت سے موضوعات پر دین اسلام کا تصور جاننے کے لیے علما علماء سے رجوع کیا جاتا ہے۔

اس رجوع کو اجماع کہا جاتا ہے مثلاً علماء کے سامنے مسائل پیش کیے جاتے ہیں اور ان کا حل کے لیے ہر ایک علماء اپنے دینی علم کے مطابق اس مسئلے پر اپنا موقف دیتے ہیں۔ مختلف علماء کی رائے لینے کے بعد جن کی رائے پر سب متفق ہوتے ہیں اس فیصلے کو مقدم سمجھا جاتا ہے

دینِ اسلام میں پردے کا تصور:

دینِ اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب میں پردے کا حکم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم دین اسلام دشمن اس بات کو وجہ بنا کر دین اسلام کے خلاف سازش کی کوشش میں مگن رہتے ہیں۔ لیکن ان کی تمام تر کوشش بے کار ہی جاتی ہیں۔

دینِ اسلام میں پردے کا حکم کسی کے کہنے پر نہیں شروع ہوا بلکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے تو صرف اتنی ہی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم دیا ہے۔ لیکن دینِ اسلام دشمن اس بات پر وضاحت طلب کرتے ہیں۔ ان کے لیے یہ ہے کہ دینِ اسلام میں عورت کو اس لیے پردے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ کسی کو دیکھ کر کسی کے دل میں غلط خیال نہ پیدا ہوں۔

مرد کا عورت کے لیے جذبات فطری عمل ہے اس کو پورا کرنے کے لیے حلال طریقے سے نکاح کا حکم ہے۔ برائیوں کی جڑ نظروں کے تصادم سے ہی شروع ہوتی ہے اور پھر دل میں طرح طرح کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں فحاشی اپنے عروج پر ہے بدقسمتی سے پاکستان اور مسلم ممالک بھی دین اسلام کی تعلیمات کو بھول کر مغربی ممالک کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام میں عورتوں کے لیے پردے کا حکم ہے تاکہ ان کی عزت آبرو کو سنبھال کر رکھا جا سکے اور معاشرے کی گندی اور غلیظ نظروں سے بچی رہیں۔

سوال نمبر (3)

اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد فلاحی ریاست اور انصاف پسند معاشرے کو یقینی بنانا ہے۔ واضح کریں۔

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ دین اسلام کے ہر پہلو میں انسان کے لیے روشنی اور راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ دین اسلام میں اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد فلاحی ریاست اور انصاف پسند معاشرے کو یقینی بنانا ہے۔
دین اسلام نہ صرف انسان کی انفرادی زندگی میں راہنمائی فراہم کرتا ہے کہ زندگی کے باقی پہلوؤں میں بھی کامل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دین اسلام میں ریاست مدینہ ایک مکمل اور بھرپور فلاحی ریاست کا تصور دیتی ہے۔ دین اسلام میں ریاست کے بنیادی مقصد کو درج ذیل صحابہ کے دورِ حکومت سے واضح کیا گیا ہے۔

دین اسلام میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی نے اسلامی فلاحی ریاست کی وہ مثالیں قائم کی ہیں۔

جن کا ثانی آج تک نہیں مل رہا ہے۔

حضرت عمر کے دور حکومت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مغربی دنیا ترقی کے جوہر دکھا رہی ہے۔ مغربی دنیا کے تمام اصول و ضوابط حضرت عمر کے دور ریاست میں اپنائے جانے والے اصول ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی دنیا ہم سے دنیا میں آگے ہے اور ہم اتنے معتبر شخصیات کے ہونے کے باوجود در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ بجائے ان کے دور ریاست پر عمل کرنے کے ہم تباہی کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ حضرت عمر کا قول زبان زد عام ہے کہ

"اگر دجلہ کے کنارے ایک کتا بھی بھوک اور افلاس سے مر گیا تو اس کا حساب بھی عمر سے ہوگا"

ایسے عظیم رہنمائی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر مسلم امہ پوری دنیا پر حکومت کر سکتی ہے۔ اگر ریاست کو بہتر بنانا ہے انصاف اور فلاحی ریاست کو یقینی بنانا ہے تو ان عظیم راہنماؤں کی تعلیمات پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔